EDITORIAL

Pharmaceutical Review رسالہ الادویہ

Editorial اداریہ

PHARMACIST FEDERATION (Pakistan)
ISSN 2220-5167

تاریخ: جون 2020,27

نمبر: 5139-20/PR

فکری قومی تعبیر سے، عملی ملکی تعمیر کا حقیقی سفر۔

ملک خداداد پاکستان بڑی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا۔لاکھوں مسلمانوں نے لا الہ الا اللہ کے نام پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔معصوم بچے نیزوں پر اچھالے گئے۔ ماؤں بہنوں کی عصمتیں لٹیں۔ بزرگوں اور جانفروشوں کے وجود کٹے۔نوجوانوں کے توانا وجود لہولہان ہوئے۔مگر وہ اپنے مقصد سے دستبردار نہ ہوئے اور حصول منزل کی جدوجہد میں ڈٹے رہے۔کفر والحار کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔اور بالآخر انکی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں اللہ نے ہمیں پاکستان عطاء کر دیا۔حکیم الامت، شاعر مشرق علامہ اقبال کے حسین خواب کی تعبیر ہوئی۔ ہمارے اجداد کی سالہا سال کی قربانیاں رنگ لائیں۔جنہوں نے بھوک وافلاس، کم دستی و بدحالی اور ظلم وستم کا مقابلہ کر کے ہمارے لیے آسانیاں، خوشیاں، امن اور شانتی کا اہتمام کر دیا۔ہمیں آزادی، امید، پہچان اور روشن مستقبل فراہم کر دیا۔

مگر تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیے۔اسی پاکستان میں آج بد دیانتی و بدعنوانی اپنے عروج پر ہے۔بے حسی ولا پروائی کا دور دورہ ہے۔ایمانداری، دیانتداری، ناپید اور رشوت و سفارش کا راج ہے۔سیاستدان، سرکاری افسران (Bureaucrats) فوجی جرنیل (Establishment) سرمایہ دار اور صنعت کار سبھی اس کرونا وائرس کے وبائی مرض میں مبتلا ہیں۔ادارے اور محکمے دھڑلے سے رشوت وصول کرتے اور اور سر عام کرپشن کرتے ہیں۔کام اور دستاویز (Work and Documents) کی نوعیت اور سائل کی حیثیت کے مطابق سالہا سال سے طے شدہ نرخ اور قیمت وصول کی جاتی ہے۔ جس پر ذرا سی بھی شرمندگی و شرمساری محسوس نہیں کی جاتی۔نہ انکے ضمیر بوجھل ہوتے ہیں نہ انکے رزق حلال کا تصور مجروح ہوتا ہے۔ اور سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ یہ جرم کوئی جاہل، گنوار یا شہر کا غنڈہ نہیں بلکہ ہمارے معاشرے کا تعلیم یافتہ، باشعور اور عقل فہم رکھنے والا طبقہ کرتا ہے۔اور جب کسی قوم اور معاشرے کی یہ اعلیٰ شرافیہ ایسی گھناؤنی غلطیوں کا تسلسل سے ارتکاب کرے تو اسے عذاب الٰہی سے بچانا شاید ناممکن ہو جاتا ہے۔کیونکہ شریعت میں تو رب العالمین بخشش عطاء فرما دیتے ہیں مگر قانون فطرت میں کوئی معافی نہیں ہوتی۔اللہ کی سنت نہیں بدلا کرتی۔مقافات عمل ہو کر رہتا ہے۔گردش دوراں اپنے یقینی نتائج دکھا کر رہتا ہے۔وقت کا پہیہ بلا تخصیص اپنی مخصوص سمت میں گھوم جایا کرتا ہے۔

چنانچہ جب آپ کوئی دعویٰ کرتے ہیں تو پھر اپنی بات کو بھرپور دلائل سے صحیح بھی ثابت کرنا چاہئے۔لہٰذا ہم اپنے موقف کی سچائی ثابت کرنے کیلئے جامعہ سرگودھا کے شعبہ فارمیسی کے پروفیسر ڈاکٹر ساجد بشیر صاحب کی مثال پیش کرنے کی جسارت کرینگے۔جو اسی ادارے میں گریڈ 21 کے افسر ہیں۔وسیع تعلیمی و تدریسی تجربہ کی حامل شخصیت ہیں۔کئی طلبہ وطالبات کو تحقیق وتعلیم میں راہنمائی اور اشاعت میں مدد کر چکے ہیں۔کلیہ علم الادویہ Dean Pharmacy کے نگران اعلیٰ ہیں۔اس سے پہلے نگران شعبہ ادویات Chairman Pharmacy، نگران الحاق کمیٹی Chairman Affiliation Committee اور یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے رکن Member Syndicate جیسے اہم مناسک پر اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں اور بظاہر صوم وصلاہ کی بھرپور پابندی کرتے ہیں۔مگر بدقسمتی سے جناب موصوف بد دیانتی و بدعنوانی کا بھی بہترین مظاہرہ فرماتے ہیں۔انتہائی مہارت سے کرپشن کرتے ہیں۔انکا اپنا منفرد، جدید اور انوکھا طریقہ واردات ہے۔جس سے انکے ہم عصر سائنسدان بھی حیران ہیں۔

یہ سال 2016 موسم بہار کا ذکر ہے کہ جناب موصوف نے اپنے ماتحت استاد Lecturer کو چار عدد تحقیقی مقالہ جات دیئے۔ان کا باقاعدہ قانونی نگران بننے کا حکم صادر فرمایا۔اور پھر اس کے بعوظ یونیورسٹی کے خزانہ سے ملنے والی کم وبیش ڈیڑھ لاکھ کی رقم اسے نقد روپوں کی شکل میں واپس کرنے کی ہدایات جاری کیں۔کیونکہ ان طلبہ وطالبات نے اپنی مدد آپ کے

تحت تحقیق مکمل کی تھی۔اور حالات وواقعات سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں جان بوجھ ایسی ہی صورتحال میں مبتلا رکھا گیا۔تاکہ ادارے اور نظام کو کامیاب دھوکہ دیا جاسکے۔اور حقیقتاً انہوں نے بغیر کسی روائتی نگرانی (Supervision) ہی کے اپنا تحقیقی وتحریری کام مکمل کیا تھا۔اسی لئے محترم استاد نے لاعلمی اور بے خبری کا اظہار کیا تھا۔اور اس کی اصولی ذمہ داری قبول کرنے سے معذرت کرلی۔جناب ڈین کو ایسی جرات اور ردعمل کی امید نہ تھی۔اس نے اس استاد کو آڑھے ہاتھوں لیا اور بری طرح ڈانٹنا شروع کردیا۔سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں۔اور دفتر سے نکل جانے کا حکم صادر کیا۔محترم استاد نے بدتمیزی اور بے عزتی پر مناسب ردعمل کا اظہار کیا، معقول رویہ اختیار کرنے کی گزارش کی۔اور براہ راست ٹکراو سے گریز کیا۔کیونکہ اسنے بھی اعلیٰ تعلیم کیلئے بیرون ملک جانا تھا۔جسکی منظوری بحرحال اسی بدبخت کے ذریعے سے ہونی تھی۔انہیں دنوں مصنف اس ادارے اور شعبے میں استاد Assistant Professor تھا۔مجھے اس وقوعہ سے دکھ اور تکلیف محسوس ہوئی۔چنانچہ اطلاعات اور معلومات کی تصدیق کا فیصلہ کیا گیا۔علم وقلم کے وقار کو مجروح کرنے والوں کے خلاف کھڑے ہونے اور نظام کو خراب کرنے والوں کی مکروہ کوشش کو ناکام بنانے کا عزم کرلیا گیا۔اور غرور وتکبر کو خاک آلود کرنے کا اعادہ کیا گیا۔اور اگلے دن محترم استاد نے معاملے کی صحت اور معلومات کی درستگی کی تصدیق کی۔اور اپنے مؤقف پر کھڑے رہنے کا وعدہ کیا۔تو ہم نے اسکے حوصلہ واستقامت کو خراج تحسین پیش کیا۔اور بھرپور حمائت اور تائید کی یقین دہانی کرائی۔اور پھر ڈین صاحب کے دفتر کارخ کیا۔جو مصنف کے براہ راست نگران افسر (Recent Boss) اور ادارے کے سربراہ تھے۔سالانہ کارکردگی رپورٹ ACR-Annual Confidential Report مرتب کرتے تھے۔جنکے پاس طاقت، اختیار اور اقتدار تھا۔جو تکبر اور رعونت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔جنکے اشارہ ابرو پر لوگ بچھے چلے جاتے تھے۔مصنف نے اس بددیانت اور مکروہ شخص سے دوبدو اور حقیقی ملاقات کی۔یہ ہماری بحوش وحواس تخلیہ اور تنہائی کی ملاقات تھی۔جس میں اس نے تحقیقی مقالاجات بھیجنے کا اعتراف کیا اور پھر دستخط کرنے کا حکم جاری کرنے کا بھی اقرار کیا۔اور اسکے بعد کی صورتحال اور معاملات محترم استاد ہمیں پہلے ہی بتا چکے تھے۔چنانچہ مصنف نے تنظیم الادویہ پاکستان Pharmacist Federation (Pakistan) کے راہنما، تنظیم اساتذہ پاکستان، جامعہ سرگودھا کے صدر، ماہرین ادویات کے معروف رسالۃ الادویہ Pharmaceutical Review کے مدیر اعلیٰ Editor in Chief اور مجوزہ اکیڈیمک سٹاف اسوسی ایشن Academic Staff Association کے سرکردہ نمائندہ جیسی مختلف حثیتوں سے معاملے کی نزاکت اور سنگینی کو پوری گہرائی سے بھانپ لیا تھا۔اور اپنے اصولی فیصلہ پر پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کھڑا ہونے اور مناست کاروائی کا فیصلہ کرلیا۔جسکا ڈین صاحب کو بھی ادراک ہو چکا تھا۔اسی لئے خطرے کی گھنٹی بجتے ہی معاملہ فوری اور ہنگامی انداز میں نپٹانے کی کوشش کی گئی۔یہاں ڈین صاحب کے جھوٹ، بددیانتی اور کرپشن کو کئی طرح سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ایم فل M.Phil کی سند کی وصولی کیلیے تحقیق Research مکمل کرنے اور مقالہ تحریر کرنے کیلئے ایک سال کا عرصہ دیا جاتا ہے۔اس پورے عرصہ میں تحقیقی نگرانی کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔مجوزہ نگران کو پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ چار عدد محققین کی راہنمائی کررہا ہے۔ورنہ وہ یقیناً دستخط کرنے سے کبھی انکار نہیں کرتا۔گویا تحقیق اور تحریر بغیر کسی باقائدہ قانونی نگرانی ہی کے مکمل ہوگئی۔جس کا اگر نگران استاد کو پتہ نہیں تو اس ادارے کے تعلیمی بورڈ Study Board فیکلٹی بورڈ Faculty Board اور اعلیٰ تحقیقی ادارہ Advanced Study Board کو بھلا کیا پتہ ہوگا۔پھر طلبہ اور نگران استاد کے انتخاب اور تعیناتی کا مخصوص اصولی وقانونی طریق کار ہے۔جو مذکورہ بالا اداروں سے ہوتا ہوا بالآخر رجسٹرار آفس سے باقاعدہ خط Notification کی شکل میں جاری کیا جاتا ہے۔مگر جناب ڈین نے سرکاری ودفتری طریق کار اور قانونی دستاویز University Statute کی خلاف ورزی کی۔یونیورسٹی انتظامیہ اور افسران کو کامیاب چکمہ دیکر خود نگران بنا۔پھر راتوں رات محترم استاد کو نگران بنا ڈالا۔جس کے انکار پر شعبہ فارمیسی، جامعہ سرگودہا عجیب بے بسی وبے کسی کا نظارہ پیش کررہا تھا۔اس طرح تو شاید کسی سبزی منڈی، مچھلی منڈی یا مویشی منڈی میں بھی نہ ہوتا ہوگا۔وہاں بھی کچھ اصول اور طریق کار ہوتے ہیں۔مگر یہ پتھر کے زمانے کے بادشاہ عالیہ اپنی ذات ہی میں دستور اور قانون ہیں۔جو سارے فیصلے خود ہی کرتے ہیں۔چنانچہ اگر تمام اہم فیصلے جناب عالی جاہ نے ہی فرمانے ہیں تو پھر سٹڈی بورڈ، فیکلٹی بورڈ، اور ایڈوانس سٹڈی بورڈ کے اجلاس بلانے، قومی خزانے سے اخراجات کرنے اور ماہرین کو دوسرے اداروں اور شہروں سے بلانے کا تردد کیوں کیا جاتا ہے۔ایک ہی شخص کو بھرپور انداز میں بددیانتی کرنے اور قانون شکنی کا کھیل کھیلنے کے لئے کھلا میدان فراہم کردینا چاہئے۔ان تمام تر حالات کے تناظر میں ہم بڑے اعتماد اور یقین سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب ساجد بشیر صاحب کی کرپشن کے عنوانات جامعہ سرگودھا کے ڈاکٹر ریاض الحق طارق بلاک کی درودیوار پر درج ہیں۔اور یہ نقوش عرصہ دراز تک موجود رہینگے۔جو تاریخ کا حصہ بن کر ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو چکے ہیں۔یہ مقامی اور بین الاقوامی اداروں میں بڑی تفصیل سے شائع بھی ہو چکے ہیں۔جنکی مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل برقی معلوماتی ذرائع web links بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

https://pharmareview.wordpress.com/2017/02/05/review-of-corruptions-of-prof-dr-sajid-bashir-chairman-and-dean-pharmacy-university-of-sargodha-2/

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/13-iqbal-and-dr.-rifat-.pdf

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/12-uos-corruption-doi-10.13140rg.2.2.14491.31526-.pdf

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/10-current-pharmcy-.pdf

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/7-correct-of-pharm-insti-start-of-progress.pdf

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/6-indust-unit-uos.pdf

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/15-iqbal-and-dr.-rifat-3.pdf

https://consortiumpublisher.ca/index.php/cjas/article/view/60

https://pharmareview.files.wordpress.com/2020/03/23-current-academic-and-institutional-review.pdf

اسکے علاوہ ایک اور مثال ادویات سازی کے منصوبہ میں مشینوں اور دیگر آلات کی خریداری میں سنگین بدعنوانی و بددیانتی ہے۔ جس میں جناب ڈین فارمیسی کا کلیدی کردار ہے۔ موصوف خرید کمیٹی Purchase Committee کے رکن ہیں اور پورے منصوبہ کے تکنیکی ماہر Techical Expert ہیں۔ جنہوں نے یونیورسٹی انتظامیہ کو نئی Brand New اور جدید کا جھانسہ دے کر پرانی اور استعمال شدہ مشینری دے ڈالی۔ اور ادارے کو لاکھوں روپے کا چونا لگا دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق یونیورسٹی میں ادویہ سازی کے شعبہ کے بانی پروفیسر ڈاکٹر سعید اقبال نے 2005 میں جب اس شعبہ کی بنیاد رکھی۔ تو انہوں نے ادارے کے زیر انتظام ادویات بنانے کا بھی منصوبہ بنایا تھا۔ اس خواب کو عملی شکل دینے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری نے جی جان سے محنت کی۔ شہر سرگودہا کو خوش آب پانی، یونیورسٹی ہسپتال، انوع اقسام کے پودوں کی فراہمی Plant Nursary کے ساتھ ادویات سازی کا ہنر بھی دینے کا فیصلہ کیا۔ جس میں دیگر منصوبہ جات تو اپنی عملی شکل میں کامیاب ہوگئے۔ مگر بدقسمتی سے جناب ڈین جیسے بددیانت افسران کی بدولت ادویات سازی کا منصوبہ گیارہ سال بعد بھی تشنہ تکمیل ہے۔ جس کی سفارش Approval پر ادارے نے اس منصوبے کے لئے کم وبیش چار کروڑ کی مشینری خریدی۔ جن کے بالترتیب خرید شمار نمبر UOS/ RC/11-412 مورخہ 21.08.2011 ، UOS/RC/10-160 مورخہ 25.5.2010 ، UOS/RC/11-616 مورخہ 18.10.2011 ہیں۔ اس شخص نے اندرون خانہ مشینری فراہم کرنے والی کمپنیوں سے ملی بھگت کی ہوئی تھی۔ اپنے چھوٹے سے فائدے کیلئے ادارے کا کروڑوں کا نقصان کر دیا ہے۔ اور پھر اپنی کرپشن کو چھپانے اور منصوبہ کو ناکام بنانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ اور اپنے مقصد اور مشن میں باالآخر سرخرو ٹھہرے۔

اس کے علاوہ جناب ڈین فارمیسی نے سیشن 2011–13 کے ایم فل فارماسیوٹکس M.Phil-Pharmaceutics کی پوری 15 طالبعلموں پر مشتمل کلاس کی حیرت انگیز طور پر نگرانی Supervision کی ہے۔ انہوں نے اپنے آفس کے اختیار، عہدہ اور طاقت کا استعمال کر کے ادارے کو تقریباً پانچ لاکھ روپے کا ٹیکہ لگایا۔ کیونکہ سرکاری سطح پر ہر طالبعلم کی کامیابی پر حکومت نگران استاد کو تقریبا Rs.33000 فی طالبعلم کے حساب سے رقم ادا کرتی ہے۔- اس فیصلہ کو پہلے مقامی فیکلٹی بورڈ (یا بورڈ آف اسٹڈی) کے ذریعہ منظور کیا گیا۔ پھر 19 اپریل 2013 کو نوٹیفکیشن نمبر UOS/ACAD/464 dated April 19, 2013 کے تحت ناقابل یقین حد تک ایڈوانس سٹڈی بورڈ اور رجسٹرار آفس نے بھی منظوری دی گئی۔ اسکے ساتھ ایک سال میں تقریباً 35 محققین کی تحقیقی نگرانی کرنے اور ادارے اور پیشے کو تقریباً ساڑھے گیارہ لاکھ کا ٹیکہ لگانے کا اعزاز بھی اسی مہان شخصیت کو حاصل ہے۔ جس کے لئے شائد یہ تمغہ امتیاز اور صدارتی نشان فضیلت کے ضرور حقدار ہیں۔ اور موجودہ حکومت کے حالیہ برے حالات اور سرکاری اداروں کی متعصّبانہ اور خراب کارکردگی کے تناظر میں ممکن ہے یہ کارنامہ بھی انجام دے دیا جائے۔ حالانکہ موصوف کا مذکورہ فعل ہائرایجوکیشن کمیشن کے قواعد Guidelines کی خلاف ورزی ہے، فارمیسی کونسل کی تجاویز سے روگردانی ہے، شعبہ فارمیسی جامعہ سرگودہا کے دیگر اساتذہ کی قابلیت واہلیت پر سوالیہ نشان ہے، جامعہ سرگودہا کی انتظامیہ کی نااہلی کا ثبوت اور قانون وانصاف کی بالادستی کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ ہم یہاں رئیس جامعہ Vice Chancellor کی ہمت اور حوصلہ کو بھی یقیناً داد دینگے جنہوں نے پوری جانکاری کے باوجود ڈین صاحب کو برداشت کیا، پھر دوبارہ نامزد کیا اور عرصہ دراز تک کسی رقیب جاں کی طرح ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ ہم انکے انتخابی معیار اور اصولی طریق کار کو بھی شوق سے جاننا چاہیں گے جسکے تحت انہوں نے اس بددیانت وبدعنوان کو نامزد کیا۔ پھر وزیر اعلیٰ پنجاب اور گورنر ہاؤس سے منظوری لی۔ مذکورہ دونوں ادارے بڑی محنت اور جانفشانی سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں مصروف کار ہیں۔ مگر شائد جلدی اور عجلت میں اسکی پیشہ ورانہ کارکردگی اور عملی کاروائیوں پر صحیح طرح سے کام نہیں کر پائے۔ جسکے لئے ہم انہیں نشاندہی کر کے اور انگلی رکھ کر حقیقی معلومات تک رسائی دے سکتے ہیں۔ اور براہ راست دلائل وشواہد فراہم کر سکتے ہیں۔

پھر تعلیمی اداروں اور تدریسی حلقوں میں ممکن ہے ایسی مثال بھی بہت کم ہو کہ کسی ماتحت افسر نے اپنے سربراہ کو براہ راست اور تحریری طور پر بددیانت کہا ہو۔ مصنف نے اپنا خط نمبر No.: 171/Pharm/ 2017 مؤرخہ 17 جنوری، 2017 کو داخل دفتر کرایا تھا (عکس منسلک)۔ جس میں براہ راست اور صریح الفاظ میں اسے بددیات اور کرپٹ کہا گیا۔ چنانچہ ایک

No.: 171/Pharm/ 2017
January 24, 2017

Prof. Dr. Sajid Bashir
Dean/ Chairman
Faculty of Pharmacy
University of Sargodha

Sub.: **Explanation of Letter No. UOS/Pharm/4692 Dated 17.1.2017**

In response of your subjected cited letter, it is very humbly stated that you are a dishonest and biased officer. I have so many different evidences of your corruptions. Therefore, I'm not comfortable to share my scientific and professional information with you.

Regards;

Dr. Taha Nazir
B.Pharm., M.Phil., Ph.D.

Assistant Professor (Microbiology)
C.: +92 321 222 0885
E.: taha.nazir@uos.edu.pk

زمانہ جانتا ہے کہ جناب ڈین کی کرپشن کی مصنف نے ببانگ دہل مخالفت کی۔ اپنے شعبہ ادویات اور جامعہ سرگودہا میں اکیلا اور واحد شخص تھا جو مستقل مزاجی سے مقابلہ کرتا رہا۔ اور آج بھی اپنے دلائل اور ثبوت کیساتھ اپنی رائے اور موقف پر مضبوطی سے کھڑا ہے۔ اسی ادارے میں اسے چھ ماہ تک دفتر تو کیا بیٹھنے کے لئے کرسی تک نہ فراہم کی گئی۔ جب جناب وائس چانسلر سے براہ راست ملاقات کر کے تدریسی وتحقیقی سہولیات کی فراہمی کی گزارش کی تو فرمایا گیا کہ بھلا استاد کو ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے، وہ تو چلتا پھرتا ادارہ ہے۔ چنانچہ تعلیم وتدریس کا وسیع تجربہ رکھنے والی اعلیٰ پائے کی شخصیت نے دنیا کی بہترین سہولیات سے مزین دفتر میں بیٹھ کر لائبریری، کھلے میدان Play grounds اور کیفے ٹیریا میں بیٹھنے کا بھاشن دے ڈالا۔ لیکن ہم بھی کیسے عجیب چاک گریباں، ضمیر کے قیدی، علم وقلم کے رسیا اور زلف یار کے اسیر لوگ ہیں۔ جو عشق وحریت کا علم تھامے آنے والے سنگین نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنی جدوجہد میں مصروف کار رہتے ہیں۔ آج کے دور میں دنیاوی نقطہ نظر سے گھاٹے کا سودا کرنے والے شوریدہ سر بھلا کہاں ملتے ہیں۔ جو اپنے موقف کی کسی عاشق بے مراد کی طرح پرستش کرتے ہوں۔ میرا بہترین دوست اور عظیم ساتھی **محمد اقبال** اسی جرم کی پاداش میں پہلے اپنی ملازمت سے محروم ہوا۔ پھر اس جہان فانی سے کوچ کر کے دسمبر 2018 کو ابدی زندگی کی طرف لوٹ گیا۔ جس نے سلطانی گواہ بن کر بہترین سرکاری مراعات اور اعلیٰ درجے کی سہولیات کی پیشکش ٹھکرا دی۔ جو اکیلا پورے گروہ کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گیا۔ اپنی ذات ہی میں تنہاء ایک لشکر بن گیا۔ لوگ تو اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لئے بہت کچھ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ کیسا عجیب شخص تھا کہ جناب وائس چانسلر اور اسکے پروردہ گروہ کی معمولی سی جھوٹی بات بھی نہیں مان سکا۔ جس سے ہم اسکے اخلاق اور کردار کی رفعت وعظمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ یقیناً حق گوئی، قربانی اور شہادت کے میدان میں ہم سب سے بازی لے گیا۔ اور اللہ رب العالمین کے حضور سرخرو ہو گیا۔ لیکن ہم پھر بھی اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ ماہرین ادویات کے عظیم قائد اور ادویاتی تنظیم PPA کے نائب صدر **جناب اطہر چوہدری** کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا، ہم پھر بھی نہ جھکے، نہ چھپے اور نہ ہی بک سکے۔ پھر مصنف کو 6 ماہ تک تمام تر تعلیمی، تدریسی اور تحقیقی ذمہ داریوں Work Load سے محروم کر دیا گیا۔ فکر ونظر کو بدلنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا گیا۔ سچی بات کرنے اور حق کا ساتھ دینے سے باز رہنے کی تاکید کی گئی۔ 2 بار جامعہ سرگودہا کی ڈین کمیٹی Dean Committee کے سامنے پیش ہونے کے احکامات جاری اور موصول ہوئے۔ بددیانتی وبدعنوانی پر خاموشی اختیار کرنے کا مفید اور مخلصانہ مشورہ دیا گیا۔ سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی موصول ہوئیں۔ لیکن یہ بھولے پنچھی بھلا کیا جانیں کہ،

ڈرائیں گی بھلا کسے، یہ راستے کی سختیاں　　　غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے۔

انکی معصومیت اور بھولپن پر ترس کھانا چاہئے۔ اور مصنف کو ان حالات میں احساس ندامت بھی ہوا کہ شاید انہیں پہچاننے میں غلطی ہوئی ہے۔ یا ہماری طرف سے کوئی کمی رہ گئی، یا کسی مقام پر کسی درجے کی سستی وکوتاہی سرزد ہو گئی ہے۔ ان بدبختوں کو یہ کیسے یقین ہو گیا کہ علم وقلم اور فکر ونظر کو پابند بھی کیا جا سکتا ہے۔ ڈرا اور دھمکا کر حق اور سچ کو دبایا بھی جا سکتا ہے۔ انہوں نے یہ کیسے تصور کر لیا کہ طاقت، اقتدار اور اختیار کے زور پر حقیقی موقف کو بدلا بھی جا سکتا ہے۔ بھلا کوئی دریاؤں کو روکنے میں بھی کامیاب ہوا ہے۔ روشنیوں اور اجالوں کی کوئی سرحد نہیں

ہوا کرتی۔خوشبو خودہی سے مہکتی اور بکھرتی چلی جاتی ہے۔سچائی کا کوئی مسکن اور ملک نہیں ہوتا۔قوم،نسل اور رشتے سب پیچھے رہ جاتے ہیں جب میدان کربلا سجتا ہے اور فلسفہ حسینؑ کے پاسداران نمودار ہوتے ہیں۔

چنانچہ جب اس پیشہ ورانہ،اصولی وقانونی لڑائی کو جب گھروں اور خاندانوں تک پھیلایا گیا۔جسکے خلاف احتجاج ہوا تو جناب وائس چانسلر نے کسی محبوب حسینہ کی طرح اپنی مصنوعی لیلٰی کا دفاع کیا۔کیونکہ یہ بدبخت چیئرمین الحاق کمیٹی تھا۔اسکی خوشی اور تحفظ،قانون وانصاف کے تقاضوں سے کہیں زیادہ عزیز تھا۔اور ہماری بات سنی ان سنی کر دی گئی۔جناب رئیس جامعہ نے ہمیں قانونی عدالت Court of Law میں جانے تک کا مشورہ دے دیا۔یعنی اگر ہم عدالت عالیہ میں بھی چلے جائیں تو پھر بھی "جو من کو بھائے،وہی سہاگن" ٹھہرے گی۔ہم جناب محترم المقام کو یہ کہہ کر واپس آ گئے کہ اگر ہم عدالت جائینگے تو حزب مخالف میں یقیناً آپ کا بھی نام آئے گا۔عوام الناس میں بھرم نہیں رہے گا۔نظریاتی وفکری تعلق کی توہین کا پہلو نمایاں ہوگا۔اس لئے ہم اس راستے پر نہیں جائینگے۔اس مجلس میں زرعی کالج،جامعہ سرگودہا کے ڈین بھی موجود تھے۔چنانچہ جان جاناں کے اس انجان تحفظ کا راز بہت بعد میں جا کر کھلا۔مگر ہم پھر بھی کسی مجنوں زیر ستم،وفاؤں کے سوداگر اور عاشق بامراد کی طرح اپنے اصولی موقف پر قائم رہے۔ہمیں اپنے حالات اور کیفیات بتانے میں عظیم شاعر جناب مظفر وارثی نے آسانی فراہم کردی کہ

زندگی کا سفر کاٹنا ہے اگر، آگ پر رقص کرنے کا فن سیکھ لے۔
جسم چاہے جلے روح پھولے پھلے، جینا چاہے تو مرنے کا فن سیکھ لے۔
سب کریں گے تیرے درد پر رشک بھی، سب کی آنکھوں میں ہونگے تیرے اشک بھی
دامنوں میں سمیٹے گی دنیا تجھے، ٹوٹنے کا بکھرنے کا فن سیکھ لے۔
سب کے ہاتھوں پہ چاہے تیرا خون ہو، تو مگر ساری دنیا کا ممنون ہو
زخمِ جاں کی مہک جائے گی دور تک، جھوم کر آہ بھرنے کا فن سیکھ لے۔
دوسروں سے نہیں ہے ترا واسطہ، تیرے اندر بھی ہے اک کٹھن راستہ
حوصلے کی ضرورت ہو تجھ کو اگر، بےضمیری سے لڑنے کا فن سیکھ لے۔
اک سمندر سی ہو گی تیری ذات بھی، اور گہرائی جیسے خیالات بھی
بس اک کام کر مشعلیں تھام کر، پانیوں میں اُترنے کا فن سیکھ لے۔
آدمی نام ہے شوقِ تعمیر کا، ایک ہی رُخ نہ ہو تیری تصویر کا
چاند کی دھول بن دھول کا پھول بن، سنگ میں رنگ بھرنے کا فن سیکھ لے۔
گونج اُٹھے گا فضاؤں میں تیرا لہو، قطرے قطرے سے ہو گا نمودار تو،
محفلوں میں رہا اب مظفر ذرا، مقتلوں سے گزرنے کا فن سیکھ لے۔

چنانچہ ایسے حالات میں مثبت تبدیلیاں نہیں برپا ہوا کرتیں۔فطرت اپنے زمانے کے لوگوں اور قوموں سے وہی سلوک روا رکھتی ہے جسکے وہ یقیناً حقدار ہوتے ہیں۔غلطیوں اور گناہوں کے جلد یا بدیر نتائج برآمد ہو کر رہتے ہیں۔معافی اور درگزر کی فلسفیانہ تشریح اپنی جگہ،مگر قانون قدرت میں مصالحت کی کوئی گنجائش نہیں ہوا کرتی،کیونکہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتٰی یغیر ما بانفسہم ۔(القرآن) ترجمہ: بیشک اللہ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا،حتٰی کہ وہ خود اپنے اعمال کی تصحیح نہ کر لیں۔

جس کی علامہ اقبال نے کچھ یوں تفسیر فرمائی ہے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

چنانچہ ہم یقیناً "تو راہ نورد شوق ہے، منزل نہ کر قبول" کے مصداق تمام تر نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنا سفر جاری رکھیں گے۔اللہ کے شیر صرف اپنے خالق و مالک ہی کے وفادار اور اسی سے ڈرتے ہیں، نبی محترم ﷺ کے غلام کسی اور کی غلامی نہیں قبول کرتے۔اور اقبال کا شاہین کبھی تند باد مخالف سے نہیں گھبراتا (انشاءاللہ)۔

ڈاکٹر طٰہٰ نذیر Ph.D

مدیر اعلیٰ: رسالہ الادویہ, PHARMACEUTICAL REVIEW

ISSN: 2220-5187 | http://pharmaceuticalsreview.com

+1(647)526-0885 | tahanazir@yahoo.com